تخت اُلٹ گیا

رسالہ تکمیلی مرحلے میں ہے کہ یہ زلزلہ انگیز خبر آئی کہ قومی اسمبلی توڑ دی گئی ہے اور بیس ۲۰ ماہ تک ایک دینی ہدایت کی پامالی جس طرح نسوانی حکومت کے وجود سے ہوئی، وہ بلا بھی ٹلی، اور جو عذاب معاشرے کے مختلف دائروں میں سر اٹھا رہا تھا اس سے نجات پانے کے امکانات بھی پیدا ہوئے۔ معاشرے میں ایسے کسی واقعے کا انتظار تھا۔ دعا کرنی چاہیے کہ خدا اصلاح و برکت کا سامان کرے۔

قرآن نے عزت و اقتدار کے متعلق قدرت کے جو قوانین اور ماضی کے تاریخی نظائر ہمارے سامنے رکھے ہیں، نیز علومِ عقلیہ نے بھی ان میں سے بیشتر کی تائید کرتے ہوئے جو کچھ بتایا ہے وہ یہی ہے کہ جب کسی حکومت کے نظام میں خدمتِ عوام کا اصل مقصد دب جاتا ہے، ظلم اور خیانت اور تشدد کا زور ہو جاتا ہے تو ایسی کوئی بھی حکومت چل نہیں سکتی۔ قرآن نے ایک بڑا اُصول تو یہی بتایا کہ فَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (سورۂ رعد-۱۷) یعنی جو کوئی فرد یا ادارہ یا نظام یا حکومت انسانوں کی بھلائی کا سامان کرے، اُسے زمین میں ٹھیراؤ نصیب ہوتا ہے۔ آپ اگر ظلم اور خون خرابے اور لوٹ مار کے حالات کو جمہوریت کا چغہ پہنا دیں تو اس سے ظلم اور جرم کی تقدیر نہیں بدل جاتی۔ اس کے بالمقابل بسا اوقات بظاہر مغربی تصور کے لحاظ سے غیر جمہوری حکمران عبادت، عدل، احسان، فروغ حیا، توسیع علم اور بلند ترین مسند پر بیٹھ کر انکسار اور محبتِ عوام کی ایسی مثالیں قائم کرتے ہیں کہ اُن کو نسبتہً زیادہ مہلتِ کار ملتی ہے۔

اب اس تبدیلی کے پیچھے صدر صاحب کے عزائم کتنے ہی اچھے ہوں، لیکن عبوری حکومتوں کو چلانے کے لیے کوئی اُونچے اسلامی اُصول یا درخشاں کردار رکھنے والے لوگ تو سامنے نہیں ہیں۔ لہٰذا کوئی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی۔ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں سابق حکومت اور افرادِ حکومت کے متعلق جو سیاہ ریکارڈ بیان کیا ہے، اگر اس کا احتساب نہیں ہوتا تو قوم کو فائدے کے بجائے نقصان پہنچے گا۔ جتوئی صاحب (عبوری وزیر اعظم) نے احتساب پر زور دیا ہے۔ دوسری بڑی چیز ہمارے سامنے یہ ہے کہ "لکھ لُٹ" بن کر قومی خزانے اور بنکوں پر جو ہاتھ مارے گئے تھے ان سب کا نوٹس لیا جا رہا ہے اور ناجائز اور نااہل لوگوں کو سیاسی بنیادوں

پر بھرتی کرنے کی جو افسوسناک حرکت کی گئی تھی، اس کی تلافی کی جا رہی ہے۔ اسی طرح کراچی اور سندھ کے خون خرابے کے طوفان کو روکنے کے لیے سابق حکومت کی متعین کردہ فوج کو دفعہ ۲۴۵ کے اختیارات دے کر عوام میں نئی اُمید پیدا کر دی گئی ہے۔

اس کے ساتھ اگر ممکن ہو تو یہ کام بھی ہونا چاہیے کہ جناب صلاح الدین ایڈیٹر تکبیر، جناب الطاف حسین قریشی اور جناب مجیب الرحمٰن شامی نے ماہر قانون خالد اسحٰق کے تعاون سے دستوری تقاضوں کے مطابق جن اصلاحات کا فیصلہ عدلیہ سے لیا تھا، سابق حکومت نے اسے اپنے لیے غیر مفید پا کر اپیل کر رکھی تھی۔ اگر اس اپیل کو واپس لے کر انہی انتخابی اصلاحات کے تحت اگلے انتخابات کرائے جائیں تو بہت اچھے نتائج نکلنے کی توقع ہے۔ بخصوصاً برطرف شدہ حکومت نے صوبائی نشستوں کے لیے ۳ ہزار روپے اور قومی نشستوں کے لیے ۵ ہزار روپے خرچ کرنے کی جو اجازت اُمیدواروں کو دی تھی، اُسے کالعدم قرار دے دیا جائے۔ یہ موقع اس تجربے کے لیے موزوں ہے کہ پیش آمدہ انتخابات متناسب نمائندگی کے اُصول کے تحت ہوں۔

آخری ضروری بات یہ کہ اسلام جو پاکستان کو جوڑنے کا اور قوم میں قوتِ ایمان و عمل اور اعلیٰ معیار اخلاق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، اس کی حقیقی خدمت کی راہیں نکالی جائیں۔ اول تو ضیاء الحق شہید کے دور میں جو جو اقدام ہوئے ان کو مستحکم اور مؤثر بنایا جائے، بخصوصیت سے ٹی وی کو اسلام اور اسلامی اخلاق و ثقافت کی پامالی سے روکا جائے، شریعت بل کے معاملے پہ توجہ دی جائے، مگر شریعت کا نام سن کر حدود و تعزیرات کے دائرے میں محدود ہو کر سوچنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اسلام کے تقاضے، تعلیم، معاش، ثقافت اور تہذیب کے دائرے میں بھی پورے کریں۔

بہت ہی اہم تقاضائے فرض یہ ہے کہ سانحہ بہاولپور میں صدر ضیاء الحق شہید کے ساتھ سازش کا شکار ہونے والے ۳۰ افسروں کے بارے میں تحقیقات از سرِ نو شروع کرنے کا اعلان کیا جائے۔ ایک خاص ضروری بات یہ کہ عبوری دورِ حکومت کو ہر قسم کی جانب داری سے بچنا چاہیے، کیونکہ یہ بھی ظلم ہی کی ایک قسم ہے۔

ہماری رائے میں یہ وہ اقدامات ہیں جو حالیہ تبدیلی سے اچھے نتائج حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ (نعیم صدیقی)